

مجالِ ذکر کی شرعی حیثیت



ابن عثیر عبد القدر سلمانی

۲۵۱,۱۸
ع ب د - م

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و متن ڈاٹ کام** پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **میلیٹری تحقیق انسانی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com

محب ذکر کی شرعی حیثیت

مکتبہ محدث

انجینئر عبد القادوس سلفی

www.KitaboSunnat.com



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

25، 18

جے سی

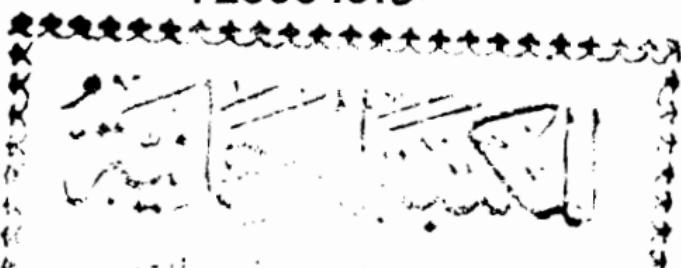
نام کتاب: مجلس شیعی حیثیت
 مصنف: انجینر عبدالقدوس سلمان
 اشاعت دوم: جنوری 2004ء
 تعداد: دوہزار
 اعداد: محمود حسن اسد (فیروز نواں)
 ناشر: دارالدین
 قیمت:

کتب و مقالات علیحدہ ایجاد ہے۔

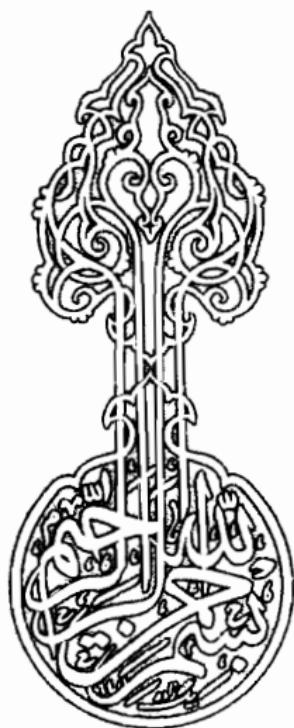
ملنے کا پتہ

مرکز القادیہ 4-لیک روڈ لاہور

فون: 7230549



بے و سنت کی روشنی میں لکھی جائیے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



محالہ ذکر کی شرعی حیثیت

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَبَعْدُ !!

ارشاد نبوی ہے: ”یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔“

اتنی سخت و عیدیں ہونے کے باوجود آج مسلمانوں کی اکثریت دین کے نام پر بدعتات کا شکار ہے۔ ”مجلس ذکر“ بھی اسی سلسلہ کا شاخانہ ہے۔ اللہ کے ذکر کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے گرد اکٹھا کر کے بدعتات کا رسیا بنایا جاتا ہے۔ ان مصنوعی اذکار کی اتنی فضیلت بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بجائے حضرت صاحب اور پیر صاحب

سے تعلق گہرا ہو جاتا ہے۔ پھر امر بھی انہی کا چلتا ہے اور اطاعت بھی انہی کی۔ یہی تو ان کو رب بنانا ہے اور اسی کا انجام رسول اکرم ﷺ نے جہنم کی آگ بتایا ہے۔

”مجلس ذکر کی شرعی حیثیت“ میں محترم عبد القدوس سلفی صاحب نے عام فہم انداز میں انہی قباحتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اور بدعاں کو چھوڑ کر اعتصام بالکتاب والسنۃ کی رغبت دی ہے کہ یہی مسلمان کے لیے نجات کی واحد راہ ہے۔

”مجلس ذکر کی شرعی حیثیت“ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسے پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ نجات کس میں ہے۔ بدعاں میں یا اتباع کتاب و سنت میں؟ اللہ صراط مستقیم پر چلائے۔ راستہ ان لوگوں کا کہ جن پر اللہ کا انعام ہوا، نہ کہ یہود و نصاریٰ کا۔

وَمَا عَلِيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

طالب دعا

محمد سیف اللہ خالد
مدیر ”وارالاندلس“

مسنون خطبہ

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ
مِنْ شُرُورِ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلٌّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلُ فَلَا هَادِي لَهُ وَأَشْهُدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهُدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ
الْهَدِيٰ هَدْيٌ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ
مُحْدَثَةٍ بِدُعَةٍ وَكُلُّ بِدُعَةٍ ضَلَالٌ وَكُلُّ ضَلَالٍ فِي النَّارِ»
يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقْتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا
وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ يَا يَاهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَاقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ طَ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○ يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ يُصْلِحُ لَكُمْ أَعْبَالَكُمْ وَيَغْفِرُ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ○

” بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشنش مانگتے ہیں۔ ہم اپنے نقوص کے شر اور اپنی بد اعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اپنے درست دھنکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معمود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

حمد و صلوات کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

” اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کتم مسلمان ہوئے“

” اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنتا یا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمیں پر) پھیلایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتتوں (قطع کرنے) سے ڈرو (بچو)۔ بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔“

” اے ایمان والو! اللہ سے ڈر اور ایسی بات کہو جو حکم (سیدھی اور سچی) ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔“

① آل عمران: ۱۰۲/۳۔ ② النساء: ۱۱۴:۔ ③ الاحزاب: ۷۰/۳۳۔ ۷۱/۷۰۔

⁴ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب خطبته ﷺ فی الجمعة: ۱۵۳/۶:۔ ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ۔ نسائی، کتاب صلاة العبدین باب کیف الخطبة۔ ابن ماجہ، باب احتساب البَدْعِ وَالْحَدْلِ۔ دارمی، باب اتباع السنۃ۔ مسند احمد: ۱۲۷/۴۔ ۱۲۶/۱۲۷۔

بدعت کیا ہے؟

مجلس ذکر بدعت ہے یا ثواب؟

الف۔ اسلام علیکم

ب۔ و علیکم السلام و رحمۃ اللہ

الف۔ سنائے آپ کدھر سے آرہے ہیں؟

ب۔ مسجد سے آرہا ہوں۔

الف۔ اتنی دیر لگا کر؟

ب۔ ہاں یا رہس آج وہ مجلس ذکر تھی میں ذرا اس میں بیٹھ گیا تھا۔

الف۔ کون سی مجلس ذکر.....؟

ب۔ یہ جو ہر ہفتے مسجد میں منعقد ہوتی ہے۔

الف۔ آپ بھی یہ "مجلس ذکر" اٹینڈ کرتے ہیں۔

ب۔ بس یا رکھی کبھی ثواب کے لیے بیٹھ جاتا ہوں۔

الف - آپ اس کو ثواب سمجھتے ہیں۔

ب - تو کیا یہ غلط کام ہے؟

الف - میرے بھائی یہ تو ”بدعت“ ہے۔

ب - اس میں کون سی برائی ہے؟ اللہ کا ذکر تو نیکی کا کام ہے۔ آپ نیکی کے کام کو بدعت کہہ رہے ہیں۔

الف - بدعت تو کہتے ہی اس کام کو ہیں جو نیکی کے جذبے کے تحت کیا جائے مگر اس کا کوئی ثبوت کتاب و سنت میں نہ ملتا ہو۔ ورنہ برا کام تو برا ہی ہوتا ہے۔ برا کام کو بدعت نہیں کہتے، برا کام کو ساری دنیا برا کہتی ہے مثلاً چوری، زنا وغیرہ برا کام ہیں۔ یہ بدعت نہیں، گناہ والے کام ہیں۔ ان کے کرنے میں نیکی کا جذبہ کار فرمانہیں ہوتا۔ ”بدعت“ تو وہ کام ہوتا ہے جو دین سمجھ کر نیکی کے جذبے سے کیا جائے لیکن دراصل وہ دین نہ ہو۔

ب - اس طرح تو پھر ساری دنیا بدعت کرتی ہے۔ آپ بھی بدعت کرتے ہیں۔

الف - کیسے؟

ب - آپ نے اپنے ہاتھ میں گھڑی پہن رکھی ہے۔ آپ بس میں سوار

ہوتے ہیں۔ کیا یہ کام نبی ﷺ نے کئے تھے یا صحابہ و تابعین کے دور میں تھے؟

الف - میرے بھائی! آپ ذرا غور فرمائیں گھڑی پہننا، بسوں، ریل گاڑیوں یا ہوائی جہازوں پر سفر کرنا دینی کام نہیں ہیں۔ یہ تو دنیاوی ضروریات ہیں۔ اب اگر کسی آدمی نے گھڑی نہ پہن رکھی ہو تو ہم اس کو بے دین نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ہم اس کو کسی ثواب سے محروم تصور کرتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی بس پر سفر کرتا ہے بلکہ وہ ایک دنیاوی ضرورت کے تحت کرتا ہے اور یہ کام تو کافر بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ دینی کام ہوں تو غیر مسلم کیوں کریں۔

اب آپ دیکھیں مجلس ذکر کوئی غیر مسلم نہیں کرتا۔ بعض مسلمان ہی کرتے ہیں اور اس نیت سے کرتے ہیں کہ دین ہے اس کا ثواب ملے گا۔ اور مجلس ذکر سے روگردانی کرنے والے یقیناً ثواب سے محروم تصور کئے جاتے ہیں۔

ب - اس طرح آپ عید میلاد النبی ﷺ کی مثال لے لیں مسلمان نبی ﷺ کے دور میں ہمیشہ ہر سال دو عیدیں مناتے چلے آئے۔

رہے ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمۃ اللہ علیہم، تبع تابعین، آئمہ دین اور سلف الصالحین کے دور میں دو عیدوں کے علاوہ تیسری کسی عید کا وجود نہیں ملتا۔ لیکن آج لوگوں نے عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے ایک تیسری عید بنا ڈالی ہے۔ اور اس کو محبت رسول ﷺ کے اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام کو ہم سے کئی گنا زیادہ محبت آپ ﷺ سے تھی۔ لیکن انہوں نے کبھی یہ عید نہیں منانی۔ اگر یہ نیکی کا کام ہوتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے کبھی محروم نہ رہتے۔ چونکہ یہ کام دین سمجھ کر ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے اور اس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں۔ اس لیے یہ بدعت ہے۔

دنیاوی امور جتنے بھی ہوتے ہیں وہ تو مسلم اور غیر مسلم سب کے لیے ہوتے ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا، پہننا، مکانات تعمیر کرنا، سفر کرنا وغیرہ۔ لیکن دینی امور سب کے لیے نہیں ہوتے۔ ان کے لیے مذہب کی اجازت ضروری ہے۔ اب آپ دیکھیں! عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں کرسمس مناتے ہیں یہ عیسائیوں کا مذہب ہے وہی یہ کام کرتے ہیں۔ کبھی کوئی غیر

عیسائی یہ کام نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ وہ مسلمان بھی جو آئے دن بزرگوں کے عرس مناتے رہتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ دن نہیں مناتے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے۔

الف۔ حال ہی میں جو مرزا یوں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں کہ وہ اپنی مسجدوں سے کلمہ طیبہ ہٹالیں۔ اور ان کو عبادت گاہوں کو ”مسجد“ کہنے سے روکا گیا ہے صرف اس لیے کہ اسلام کا کوئی کام غیر مسلم نہیں کر سکتا۔ اب ان مرزا یوں کونہ تو ہم لگھڑی پہننے سے روک سکتے ہیں اور نہ بس اور ریل گاڑی میں سوار ہونے سے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ آپ مرزا یوں کو مجلس ذکر کرنے اور عید میلاد النبی منانے کی اجازت دیں گے؟ ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ یہ کام آپ اسلام سمجھ کر کرتے ہیں اور اسلام میں ان کاموں کا کوئی ثبوت نہیں۔ لہذا انہی امور کو بدعت کہا جاتا ہے۔

« مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ »

[متفرق عليه]

”جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس (دین) میں سے نہیں ہے تو روکر دینے کے قابل

ہے۔“

ب - اگر ”مجلس ذکر“ کا ثبوت نہیں تو منع بھی تو نہیں کیا گیا۔

الف - میرے بھائی! ”مجلس ذکر“ کا ثبوت نہ ہونا اس کا منع ہونا ہے۔

اصول یہ ہے کہ دنیاوی امور کے سلسلے میں منع کی تعلیم دیکھی جاتی ہے۔ دینی امور کے لیے ثبوت دیکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کھانا، پینا، پہننا، رہنا وغیرہ یہ سب چیزیں ضروریات زندگی کے ضمن میں آتی ہیں۔ ان تمام امور میں ہم یہ دیکھیں گے کہ منع کیا

کیا ہے؟ مثلاً پینے کی چیزیں جو آج کل ہیں وہ نبی ﷺ کے زمانہ میں تو نہ تھیں کتنے مشروبات ہیں بتلیں ہیں؟ ان میں ہر چیز کے لیے قرآن و حدیث سے ثبوت تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔ اس میں اصول یہ ہے کہ منع کوں سی چیز ہے مثلاً شراب منع اور حرام ہے۔ حالانکہ یہ بھی پینے کی چیزوں میں سے ہے۔ اب ہم شراب کو حرام کہیں گے روح افزاؤ کو جائز کہیں گے۔ اسی طرح لباس دیکھیں یہ۔ اب اس میں منع کا پہلو یہ ہے کہ ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام ہے اور عورتوں سے مشابہت ناجائز ہے۔ غیر مسلموں کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔ شلوار یا پاجامہ وغیرہ

خنوں سے بیچ رکھنا منع ہے۔ ان تمام ممنوعات کو مستثنی کر کے آپ ہر قسم کا اچھے سے اچھا لباس پہن سکتے ہیں۔ دوسری طرف دینی امور جن کی بنیاد کوئی دنیاوی ضرورت نہیں بلکہ وہ کام فی نفسہ دین ہے اس میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ فلاں کام منع نہیں اس لیے جائز ہے۔ یہاں ہر کام کا ثبوت ہونا ضروری ہے۔ اس طرح تو پھر اگر کوئی شخص مغرب کے تین فرضوں کی بجائے چار فرض پڑھ لے یا دو سنتوں کی بجائے تین سنتیں ادا کر لے اور وہ اپنے اس فعل کے حق میں یہ دلیل پیش کرے کہ بتائیے مغرب کے چار فرضوں اور تین سنتوں کو کہاں منع کیا گیا ہے۔ تو پھر ہم کہیں گے اس کا ثبوت دکھاؤ یہاں ثبوت کا مطالبہ ہو گا۔ چونکہ ان تمام امور کا تعلق فی نفسہ دین سے ہے۔ اس لیے جب تک ان کا ثبوت شریعت میں نہ ہو یہ منع ہی تصور ہوں گے۔ انہی امور کو بدعت کہتے ہیں۔

میرے بھائی سائنسی ایجادات کو بدعت نہیں کہتے مذہبی ایجادات بدعت کہلاتی ہیں۔

مجلس ذکر، عید میلاد النبی ﷺ، قبروں پر اذان، اذان سے قبل

درود وسلام کا اتزام وغیرہ کا تعلق چونکہ دینی امور سے ہے۔ اس لیے جب تک ان کا ثبوت سنت رسول ﷺ اور اسوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہیں ملے گا۔ یہ بدعت ہی کھلا سکیں گے اور آپ کو معلوم ہے کہ حدیث میں بدعت کو گمراہی بتایا گیا ہے۔

((اُكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالٌ))

”ہر بدعت گمراہی ہے۔“ (بخاری)

بدعت کی پہچان کا دوسرا طریقہ:

ایسا کام جو نبی ﷺ کے زمانے میں ہو سکتا تھا۔ اس کام کے کرنے کے اسباب و داعی موجود تھے لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے نہیں کیا اور ہم وہی کام کرتے ہیں تو یہ بدعت ہے۔

مثلاً نبی ﷺ کے زمانہ میں اذان ہوتی تھی۔ آپ نے اذان سے پہلے درود وسلام کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا۔ حالانکہ حالات ایسے تھے کہ آپ چاہتے تو کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے نہیں کیا۔ صحابہ و تابعین کی جماعت نے اس طریقے کو اختیار نہیں فرمایا اس لیے یہ بدعت ہے۔ اب اس میں یہ اختلاف نہیں کہ درود وسلام

کہنا جائز ہے یا ناجائز بلکہ اختلاف اس بات کا ہے کہ اس کو اذان سے پہلے ایک طریقہ کے طور پر جواختیار کیا جاتا ہے اس کا ثبوت کہاں ہے؟ اب ایک گروہ نے اسی بناء پر ضد جواختیار کی ہوئی ہے کہ ہم ضرور اذان سے پہلے ہی پڑھیں گے حالانکہ انہی لوگوں کے مسلک میں چار رکعتوں والی نماز کے درمیانی تشهد میں اگر خدا نخواستہ درود شریف کا ایک کلمہ بھی منہ سے نکل جائے تو سجدہ لازم آتا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس حدیث میں نبی ﷺ سے درود شریف کی زیادتی پر سجدہ سہو ثابت نہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ جو چیز حدیث سے ثابت نہیں اس کو ثواب سمجھا جائے۔ اسی طرح اذان کے بعد درود ابراہیمی (جونماز میں پڑھا جاتا ہے) کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن انہیں ضد ہے کہ اذان سے قبل پڑھیں گے اور الفاظ بھی اپنے من گھڑت ہوں گے۔ درود شریف کے نہ تو وہ الفاظ انہیں پسند ہیں جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں اور نہ ہی موقع محل۔ اسی چیز کو توبدعت کہتے ہیں کہ دین میں اپنی طرف سے چیزیں داخل کر دینا۔ بدعت سے دین نکٹھے نکٹھے ہوتا ہے پھر فرقے بھی وجود میں

آتے ہیں۔

ب - ماشاء اللہ آپ نے ”بدعت“ کا تصور خوب واضح کر دیا ہے میری بہت سی غلط فہمیاں آج دور ہوئی ہیں۔ اللہ آپ کو جزاۓ خیر دے۔ اچھا تو آپ ذرا اس ”مجلس ذکر“ کے بارے میں فرمائیں کہ کیا اس کا کوئی ثبوت نہیں؟

الف - ہرگز نہیں۔

ب - اس کے کرنے والے تو اس کے ثبوت میں آئیوں اور حدیثوں کے انبار جمع کئے پھرتے ہیں۔ ان میں تو اللہ کا ذکر کرنے کی بڑی تاکید ہے۔

الف - ذکر الہی واقعی ایک ثواب کا کام ہے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ قرآن و حدیث میں اسکی بڑی تاکید ہونے کا یہ مطلب کس طرح ہو گیا کہ اس کو آپ جس طرح چاہیں کر لیں۔ ذکر کی تاکید سے اہمیت تو ثابت ہوتی ہے نہ کہ اس سے ذکر کرنے کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی اجازت نکلتی ہے۔ ذکر کی ساری اہمیت و فضیلت اس وقت ہے جب کہ اتباع سنت میں یہ کام ہو۔ اگر اتباع سنت ہی مفقود ہے تو اس کی ساری اہمیت ختم ہو۔

گئی۔ وہ کام تو سرے سے خیر ہی نہ رہا سر شر بن گیا۔
ب - کیا آپ نے ان کی وہ کتاب دیکھی ہے جو ذکر الہی کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔

الف - جی ہاں وہ ساری احادیث میں نے ان کی کتاب سے پڑھی ہیں۔ جہاں بھی ذکر کا لفظ دیکھا انہوں نے وہاں سے اپنی "مجلس ذکر" مراد لے لی۔

ذکر کا کوئی منکر نہیں سوال یہ ہے کہ ذکر کہتے کس کو ہیں؟ پھر ذکر کا کیا کوئی خاص طریقہ ہے؟

مجلس ذکر سے کیا مراد ہے؟ وغیرہ ان تمام سوالوں کا جواب تلاش کرنے سے مسئلہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

ب - اچھا تو آپ ہی فرمائیے "ذکر" کے کہتے ہیں۔

الف - ذکر کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ذکر کے معنی ہیں "نفیحہ"، اسی لیے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے ذکر سے ہی تعبیر کیا ہے۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

[الحجر: ۹]

”ہم ہی نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

دوسرا مقام پر ہے۔

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَلَمِينَ﴾ [اص: ۱۸۷]

”یہ قرآن جہان والوں کے لیے ذکر (الصیحت) ہے۔“

اہل علم کو قرآن مجید میں اہل ذکر کہا گیا ہے۔

﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

[النحل: ۱۴۳]

”پس تم اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے،“

ذکر نماز کو بھی کہا گیا ہے۔

﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ [طہ: ۱۴]

”کہ نماز قائم کرو میرے ذکر کے واسطے۔“

خطبہ جمعہ کو بھی ذکر کہا گیا ہے۔

﴿إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [الجمعة: ۱۹]

”جب جمعہ کی اذان آجائے تو اللہ کے ذکر (یعنی خطبہ

سنے) کی طرف دوڑو۔“

حدیث میں بھی خطبہ جمعہ کو ”ذکر“ کہا گیا ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ ترتیب وار آنے والوں کا ثواب لکھتے ہیں۔ پہلے آنے والے کے لیے اونٹ، پھر گائے، پھر دنبہ، پھر مرغی اور آخر میں اندھے کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا ثواب لکھتے ہیں۔

جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو اپنی کاپی بند کر دیتے ہیں۔

وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ ”اور وہ ذکر (یعنی خطبہ) کو

سننے ہیں۔“

بعض الفاظ جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، انہیں ذکر کہا گیا ہے۔

جیسے حدیث میں آتا ہے۔

”اَفْضَلُ الدِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“

”بہترین ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔“

اسی طرح سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ وغیرہ زبان

سے ادا کرنا بھی ذکر الہی ہے۔ ہر نماز کے بعد ایسی تسبیحات پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔ آج بھی لوگ نمازوں کے بعد ایسے وظائف کافی دیر تک پڑھتے رہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہ ذکر کرتے تھے۔ ان کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔

مجلس ذکر کا باقاعدہ، باجماعت، منظم ہو کر، دائرے کی شکل، میں با آواز بلند ذکر کرنے کا نقشہ سنت رسول ﷺ اور اسوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کہیں نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ ان کے امام، امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

ب - ایک آیت یہ اکثر پڑھتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

﴿ وَادْكُرُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

[الجمعہ: ۱۱۰]

”اور تم اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

الف - سورۃ الجمیعہ میں یہ آیت ایک خاص سیاق و سبق سے آئی ہے۔ اسے دیکھنے سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِي لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعُوا إِلَيْيَ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾

[الجمعة: ١٩]

”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لیے نداکی جائے (یعنی اذان ہو) تو اپنی تجارت چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف بھاگو۔ اگر تم جانو! تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔“

اس آیت میں خطبہ جمعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ صاف ظاہر ہے خطبہ جمعہ میں وعظ و نصیحت ہوتی ہے۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہو گیا کہ وعظ و تبلیغ کو قرآن ذکر کہہ رہا ہے اور ”مجلس ذکر“ کا بھی یہی مفہوم ہے یعنی ایسی مجلس جس میں وعظ و نصیحت ہو۔
دوسری آیت کامل اس طرح ہے۔

﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾

[الجمعة: ٢٠]

”پس جب نماز جمعہ ختم ہو جائے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا بہت ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

یہ ہے وہ آیت جس کا آخری مکمل را یہ لوگ پڑھتے ہیں اس آیت میں نماز جمعہ کے بعد زمین میں پھیل کر اللہ کا ذکر کرنے کا حکم ہے حالانکہ یہاں نماز جمعہ کے بعد ذکر کرنے سے پہلے زمین میں منتشر ہو جانے کا بھی حکم موجود ہے۔ اس سے اپنی مروجہ مجلس ذکر کے معنی کشید کرنا کس قدر نا انصافی ہے۔

ب - زمین میں منتشر ہو کر اللہ کا ذکر کیسے ہوتا ہے؟

الف - یہاں دراصل اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے کا مطلب اللہ کو بہت یاد رکھنا ہے۔ یعنی اب تم نے ذکر یعنی خطبہ سن لیا۔ نماز جمعہ ادا کر لی۔ اس کے بعد جب دکان پر جا کر بیٹھو تو تمہارے دل میں اللہ کی یاد ہونی چاہیے۔ یعنی تمام دینوی امور سرانجام دیتے وقت اللہ کو یاد رکھو۔

اس بحث سے ذکر کی دو صورتیں سامنے آگئی ہیں۔

ایک یہ کہ زبان سے ورد کیا جائے دوسرا وہ موقع جہاں سنت سے

خاص خاص دعائیں پڑھنا ثابت ہیں۔ مثلاً کھانا کھانے کی دعا، بیت الخلاء جانے کی دعا۔ پڑھی جائیں تو کیا یہ کوئی کم اللہ کا ذکر ہے۔ قدم قدم پر برکت ہوگی۔ اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت بہترین ذکر ہے۔

اسی طرح یہ آیت بھی لوگ اکثر پیش کرتے ہیں۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُوْدَأً وَعَلَى جُنُوبِكُمْ ﴿١٠٣﴾ [النساء: ١٠٣]

”جب تم نماز (خوف) ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے اور لیٹھے ہوئے۔“

اب یہاں بھی ذکر کا مطلب ہر حال میں اللہ کو یاد رکھنا ہے۔ خواہ کھڑے ہو۔ بیٹھے ہو یا لیٹھے ہو۔

یہ لوگ جتنی بھی آیات پیش کرتے ہیں ان میں ذکر کا مفہوم اسی قسم کا ہے اور ثابت کرتے ہیں اپنی ”مجلس ذکر“، جو مجلس ذکر کم اور مجلس ہنگامہ زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض آیات میں صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا حکم ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمان کی پوری زندگی ذکر سے معمور ہے یعنی یہ ذکر کی دوسری صورت ہے جس

میں مسلمان اپنے طرز عمل سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔

لوگوں کو اس بات کی ترغیب دلانا چاہیے کہ وہ فارغ اوقات میں فضول گپیں لگانے کی بجائے تلاوت قرآن پاک کر لیا کریں۔ یا کوئی کلمہ جس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے اس کا ورد کرتے رہا کریں۔ اور جب بھی کوئی کام سرانجام دیں اس سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ اللہ راضی ہے کہ نہیں، یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔ یہ نہیں کہ ہفتے میں ایک دفعہ مجلس ذکر منعقد کر لی اور مجلس کے فوراً بعد فضولیات ولغویات شروع کر دی جائیں۔

ب - یہ تو قرآنی آیات ہوئیں۔ حدیثوں میں ”مجلس ذکر“ کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔

الف - وہاں بھی مجلس ذکر سے مراد تعلیم و تدریس کی مجلس ہے جس میں قرآن و سنت پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رَبِّ الْعَالَمِ ایسی مجلس کو ”مجلس ذکر“ سے ہی تعبیر کرتے تھے۔ وعظ و نصیحت کی مجلس ہی دراصل ”مجلس ذکر“ کہلاتی ہے۔ صحابہ کرام رَبِّ الْعَالَمِ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ انہوں نے مسجد میں ایک دائرہ بنایا کہ ایک آدمی کی امامت و قیادت میں ذکر کیا ہو۔ اور پھر اس قدر شور بر پا

کیا ہو کہ سارا ماحول ہی پریشان ہو جائے۔

ب - وعظ و نصیحت کو آپ کیے مجلس ذکر کرتے ہیں۔

الف - ذکر تو کہتے ہی نصیحت کو ہیں۔ قرآن مجید نے اسی لیے تو خطبہ جمعہ کو ذکر سے تعبیر کیا ہے۔ اور حدیث میں بھی خطبے کو ذکر کہا گیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ فرشتے جمعہ کے روز مسجد کے دروازے پر سب سے پہلے آنے والے آدمی کا ثواب ایک اونٹ کی قربانی کے برابر لکھتے ہیں۔ پھر آنے والے کا ثواب گائے کی قربانی کے برابر اسی طرح پھر بکرے کی قربانی کا ثواب۔ حتیٰ کہ مرغی اور انڈے کی بھی قربانی کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جب خطیب منبر پر خطبہ شروع کرتا ہے تو حدیث میں لفظ ہیں کہ

”هُمْ يَسْتَمْعُونَ الدِّكْرَ“ ”کہ وہ فرشتے پھر مجلس میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ذکر کو سنتے ہیں۔“ یہ ذکر خطبہ ہی تو ہے۔

ب - ایک حدیث میں واضح طور پر موجود ہے کہ جب کچھ لوگ ذکر منعقد کرتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہو کر اس مجلس کو گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب؟

الف۔ یہ حدیث بلاشبہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملتے جلتے الفاظ سے دو حدیثیں مروی ہیں۔ ایک کو یہ لوگ پیش کرتے ہیں دوسری کو پیش نہیں کرتے۔ جو حدیث یہ لوگ پیش کرتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں۔

((مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْهُمْ
الْمَلَائِكَةُ وَغَشِّيَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَّلْتُ عَلَيْهِمُ
السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ))

”جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کو فرشتے سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور ان کو اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ اور ان پر سکینیت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان خاص فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔

اس حدیث میں کہیں بھی مجلس کا لفظ نہیں

صرف اللہ کا ذکر کرنے والے لوگوں کی فضیلت بیان ہو رہی ہے اب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث بھی سن لیجئے جو ذکر

کی مجلس کا صحیح مفہوم بیان کرتی ہے۔ یہ لمبی حدیث ہے۔ صاحب مشکوہ نے کتاب العلم میں اس کو نقل کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

«وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقَ الْحَنَةَ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بَيْوَاتِ اللَّهِ يَتَلَوَّنَ كِتَابَ اللَّهِ إِلَّا نَزَّلْتَ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةَ وَغَشِّيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ»

[مشکوہ شریف کتاب العلم فصل اول عن ابی هریرہؓ]

”جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر بہشت کے راستہ کو آسان کر دیتا ہے اور جب جمع ہو جاتے ہیں کچھ لوگ اللہ کے گھر (مسجد میں) اور وہ اللہ کی کتاب کو پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین نازل ہوتی ہے اور خدا کی رحمت ان پر چھا جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ذکر اپنے فرشتوں میں کرتا ہے۔“

اب آپ دیکھیں اس حدیث نے پہلی حدیث کی خوب وضاحت

کر دی ہے۔ راوی دونوں کے ایک ہی ہیں یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور الفاظ بھی تقریباً ملتے جلتے ہیں۔ پہلی حدیث میں صرف ذکر کرنے والے لوگوں کی فضیلت بیان ہو رہی تھی۔ اب یہاں وضاحت ہو گئی کہ ذکر کون ساتھا اور کیسے کرتے تھے۔ جیسے قرآن مجید کی آیت دوسری کی وضاحت کر دیتی ہے۔ ایسے ہی ایک حدیث دوسری کی وضاحت کرتی ہے۔

ایسی علمی مجلس جس میں قرآن و حدیث کا درس ہو، دین سمجھنے سمجھانے کے لیے سوال و جواب ہوں، مجلس ذکر ہے۔ اس حدیث میں قرآن و حدیث پڑھانے کو مجلس ذکر کہا گیا ہے۔

ان لوگوں کو چاہیے کہ اگر مجلس ذکر ہی کا شوق ہے تو مساجد میں قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کا اہتمام کریں۔ ہم بھی ان کے ساتھ ہیں۔ یہ لوگوں کو قرآن و حدیث سے دور رکھنے کے لئے من گھڑت مجلس ذکر منعقد کرتے ہیں لیکن ذکر کی جو صورت سنت رسول ﷺ اور اسوہ حسنہ سے ثابت ہے اس کو اختیار نہیں کرتے۔

اگر اللہ کے ذکر کا اتنا ہی شوق ہے تو انہیں چاہیے کہ یہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی وہ دعائیں یاد کروائیں جو آپ ﷺ نے موقع بہ موقع پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔ محنت تو اس پر ہونی چاہیے۔ ثواب بھی ہوگا۔ من گھڑت طریقے ایجاد کر لینا ان کو ہی اختیار کرنے پر ضد کر لینا ہی دراصل انتشار کا بڑا سبب ہے اور یہیں سے فرقہ بنتے ہیں۔ اگر سب مسلمان رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات پر ہی اکتفا کریں۔ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کریں تو اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔

ب - مجلس ذکر کے علاوہ ”ذکر کے حلقوں“ کا بھی حدیث میں ذکر آیا ہے۔ کہ یہ جنت کے باغات ہیں جب ان پر گزرو تو کچھ چدیا کرو۔

الف - پھر وہی سوال پیدا ہو گیا کہ ان حلقوں کا نمونہ و نقشہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں کیا تھا؟ مجلس ذکر یا حلقة ذکر کا ایک ہی مفہوم ہے۔ اس کا مطلب میں نے آپ کو ایک حدیث کی رو سے واضح کر دیا ہے اس سے مراد علم کا حلقة ہے۔ ایسے حلقات یا مجلسیں ہی علم شریعت کے فروع کا باعث ہوتی ہیں۔ اور آج کل

کے مدارس دینیہ اسی زمرے میں آتے ہیں۔

دراصل ان لوگوں کو لفظ "حلقة" سے دھوکہ لگا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد شاید دائرہ بنانا کر بیٹھنا ہے۔ حالانکہ حلقة تو ماحول کے یا علاقے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آپ دیکھتے نہیں قومی اور صوبائی اسٹبلیوں کے "انتخابی حلقة" ہوتے ہیں۔ اسی طرح حلقة سے مراد ایک خاص طبقہ بھی مراد لیا جاتا ہے۔ خواہ وہ لوگ اسکے لئے ایک جگہ نہ بیٹھتے ہوں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں بات سیاسی حلقوں میں مشہور ہے یا فلاں مسئلہ آج کل دینی حلقوں میں زیر بحث ہے وغیرہ۔ اب یہاں حلقوں سے مراد مختلف طبقے ہیں۔

ذکر کے حلقوں سے مراد بھی ایسے لوگوں کا طبقہ ہے جو اللہ کو بہت یاد رکھنے والے دین دار، صاحب تقویٰ لوگ ہیں۔ ایسے لوگوں سے رابطہ رکھنا ہی دراصل ذکر کے حلقوں سے وابستہ ہونا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کا تعلق ایک سیاسی حلقة سے ہے یعنی اس کا اٹھنا بیٹھنا سیاسی لوگوں سے ہے۔ اگر ایک آدمی کا تعلق علماء و صلحاء سے ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ذکر کے حلقة کے ساتھ

وابستہ ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا سعادت ہے۔ یہ
حلقے جنت کے باغات ہیں۔ ان میں چرنے سے مراد دین کی
باتیں سیکھنا ہے۔ فرشتے ایسے لوگوں کا گھیرا کرتے رہتے ہیں۔
اگر ایسے لوگ کسی مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت اپنے اپنے
طور پر کریں۔ تو یہ بھی ذکر کا ایک حلقة ہے۔ خواہ وہ ایک ہی آدمی
پر مشتمل کیوں نہ ہو؟ مجلس ذکر یا حلقة ذکر کا تصور ہمارے یہ
دوست پیش کرتے ہیں جس میں ایک ذکر کروانے والا ہوتا ہے
باقی اس کے گرد دائڑہ بنانا کر ذکر کرنے والے ہوتے ہیں اور اسی
ایک آدمی کے CAUTION پر ہی ذکر کا ایک شور سا برپا ہوتا
ہے، اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا ہی نام بتا دیں۔
جس نے کسی مسجد میں ایسا حلقة قائم کیا ہو۔ آخر حدیث میں ذکر
کرنے کا تو آگیا، کروانے کا تذکرہ کسی حدیث میں کیوں نہیں۔
ب۔ اجتماعی ذکر پر آپ کو آخر کیا اعتراض ہے۔ انفرادی ذکر تو آپ
بھی مانتے ہیں۔

الف۔ بھائی جس بات کا ثبوت ہے وہ ہم کیوں نہ مانیں۔ رسول
اکرم ﷺ نے ساری زندگی میں ایک مرتبہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہ کو بلا

کراس قسم کی مجلس ذکر منعقد نہیں کی۔ انفرادی طور پر ذکر کیا۔
 ہدایات آپ ﷺ دیا کرتے تھے۔ مثلاً ہر فرض نماز کے بعد
 ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنے
 کی ترغیب موجود ہے۔ آپ ﷺ نے نہ ہی فرمایا اور نہ ہی
 صحابہ کی زندگی میں اس کی مثال ملتی ہے کہ لوگ ایک دائرے کی
 شکل میں جمع ہوئے ہوں اور ایک آدمی کے پر CAUTION
 باتی سب ذکر کرتے ہوں۔

ب - ایک نیکی اگر انفرادی ہو سکتی ہے تو ہی اجتماعی طور پر کیوں نہیں ہو
 سکتی؟

الف - آپ ہی بتائیں کہ نماز کے فرضوں کے ساتھ جو سننیں پڑھی جاتی
 ہیں وہ آپ انفرادی کیوں پڑھتے ہیں۔ کبھی سننوں کی جماعت
 بھی ہو جایا کرے تو کیا حرج ہے؟ اگر یہ انفرادی پڑھی جا سکتی
 ہیں تو اجتماعی کیوں نہیں پڑھی جا سکتیں؟ اگر کوئی آدمی آج مسجد
 میں مغرب کی نماز کے بعد دو سننوں کی جماعت کرادے تو آپ
 کا کیا فتویٰ ہوگا؟ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حنفی مذہب
 میں ایک مسجد میں دوسری جماعت کروانا منوع ہے۔ حالانکہ آپ

کے نظریے کے مطابق نیکی کا کام اگر دوسری مرتبہ ہو جائے تو کیا
حرج ہے؟

ب - حدیثوں میں حلقہ ذکر اور مجلس ذکر کے الفاظ تو اجتماع پر دلالت
کرتے ہیں۔

الف - میرے بھائی! یہ بات تو میں وضاحت سے بیان کر چکا ہوں۔
علمی حلقوں کو ہی مجلس ذکر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کچھ لوگ
انفرادی طور پر تلاوت وغیرہ یا کسی اور ذکر میں مشغول ہوں تو اس
پر بھی ”مجلس ذکر“ کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن جو مجلس ذکر ان
لوگوں نے ایجاد کر لی ہے اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں بلکہ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے اس طرح کی مجلس
منعقد کرنے کی کوشش کی تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان
پر گمراہی کا فتویٰ لگا دیا اور خوب ڈانٹا۔

ب - اچھا! حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد میں مجلس ذکر منعقد
کرنے والوں کو ڈانٹا تھا؟

الف - ہاں! ہاں! یہ پورا واقعہ حدیث کی کتاب دارمی شریف کے صفحے
۶۸، ۶۹ پر موجود ہے۔

ب - واقعہ کیا ہے؟

الف۔ یہ دیکھئے حدیث کی کتاب داری شریف صفحہ نمبر ۲۹، ۲۸ جلد نمبر ۱
باب فی کراہیۃ اخذ الرأی۔

((قَالَ أَبُو مُوسَى (الأشعري) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
(لِابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه) قَالَ رَأَيْتُ
فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلْقًا جُلُوسًا يَنْتَظِرُونَ
الصَّلَاةَ فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ وَفِيْ أَيْدِيهِمْ
حَصَّا فَيَقُولُ كَبِرُوا مِائَةً فَيَكْبِرُونَ مِائَةً فَيَقُولُ
هَلَّوْا مِائَةً فَيَهَلِلُونَ مِائَةً وَيَقُولُ سَبِّحُوا مِائَةً
فَيَسْبِّحُونَ مِائَةً قَالَ فَمَا ذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ مَا
قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا إِنْتِظَارًا رَأَيْكَ أَوْ إِنْتِظَارًا أَمْرِكَ
قَالَ أَفَلَا أَمْرَتَهُمْ أَنْ يَعْدُوا سَيَّاتِهِمْ وَضَمِنْتَ
لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ أَمْرَتَهُمْ لَمْ
مَضِيَ وَمَضِينَا مَعَهُ حَتَّىٰ أَتَىٰ حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ
الْحِلْقِ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ مَا هَذَا الَّذِي أَرَأَكُمْ

تَصْنَعُوْئِ؟ قَالُوا يَا آبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَصَّا نَعْدُ
 بِهِ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّسْبِيحَ قَالَ فَعُدُّوا
 سَيَّاتِكُمْ فَإِنَّا ضَامِنٌ أَنَّ لَا يَضِيقَ مِنْ
 حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ وَرَيَحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا
 أَسْرَعَ هَلْكَتِكُمْ هُولَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ عَلَيْهِ
 مُؤْتَوْفِرُوْنَ وَهَذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ وَأَيْتَهُ لَمْ تُكْسِرَ
 وَالَّذِي نَفَسَى بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلَىٰ مِلَّةٍ هِيَ أَهْدِي
 مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ أَوْ مُفْتَحُوْ رَبِّ بَابِ ضَلَالٍ قَالُوا
 وَاللَّهِ يَا آبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ
 وَكُمْ مِنْ مُرِيدِ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 عَلَيْهِ حَدَّثَنَا أَنَّ قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُحَاوِرُ
 تَرَاقِيْهِمْ وَأَيْمَنُ اللَّهِ مَا أَدْرِي لَعَلَّ أَكْثَرُهُمْ مِنْكُمْ
 لَمْ تَوَلََّ عَنْهُمْ فَقَالَ عَمَرُو بْنُ سَلَمَةَ رَأَيْنَا
 عَامَّةَ أُولِئِكَ الْجِلْقِ يُطَاعِنُونَا يَوْمَ النَّهْرَ وَإِنْ مَعَ
 الْخَوَارِجِ "

اسن دارمی باب فی کراہیۃأخذ الرأی: ۲۱۰

”حضرت ابو موسیٰ الشعیری رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا۔ میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو گول دائرے میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ جو نماز کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی سنکریاں ہیں اور دائرے میں ایک آدمی ہے جو کہتا ہے۔ سو مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہو تو لوگ اس کی اقتداء میں ”اللہ اکبر“ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے سو مرتبہ ”لا الہ الا اللہ“ کہو پھر وہ ”لا الہ الا اللہ“ کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے سو مرتبہ ”سبحان اللہ“ کہو۔ پھر وہ ”سبحان اللہ“ کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضرت ابو موسیٰ الشعیری رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ”تم نے یہ دیکھ کر ان کو کیا کہا۔“ ابو موسیٰ الشعیری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ”میں نے ان کو کچھ نہیں کہا میں آپ کی رائے اور حکم کا منتظر ہوں۔“ آپ نے فرمایا تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ اس کی بجائے وہ اپنے گناہوں کا شمار کریں

اور نیکیاں نہ ضائع ہونے کی تم ان کو ضمانت دیتے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور ان حلقوں (دائروں) میں سے ایک حلقے کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا۔ ابو عبد الرحمن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت) ہم (ان کنکریوں کے ذریعے) تکبیر، تبلیل اور تسبیح گن رہے ہیں۔ فرمایا اس کے بجائے اپنے گناہ گنو۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوگی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ اے امت محمد ﷺ! تم کس قدر جلدی ہلاکت کی طرف چل پڑے ہو۔ ابھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بڑی تعداد میں موجود ہیں اور آپ ﷺ کے کچھے بھی پرانے نہیں ہوئے اور نہ ابھی آپ کے برتن ٹوٹے ہیں (یعنی آپ کے انتقال کو زیادہ مدت نہیں ہوئی) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یا تو تم نے کوئی ایسا دین دریافت کر لیا ہے

جس میں دین محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت ہے اور یا تم
گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔ انہوں نے یہ ورد
کرنے والوں سے کہا۔ انہوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن
خدا کی قسم! ہماری نیت تو صرف نیکی حاصل کرنے کی
ہے۔ تو جواب میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔
”کتنے بھی نیکی کی نیت سے عمل کرنے والے اس سے
محروم رہتے ہیں۔“ اس کے بعد انہوں نے حدیث
رسول ﷺ بیان کی کہ بعض لوگ قرآن پڑھیں گے اور
وہ ان کے حقوق سے نچھنہیں اترے گا۔ اور اللہ کی قسم
لگتا ہے کہ تم میں سے زیادہ وہی ہیں۔ پھر عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ یہ بات کر کے واپس چلے گئے۔ حضرت عمرہ
بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنگ نہروان کے دن (ذکر
کے حلقوں سے بنے والے) ان لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ
خارجیوں کے ساتھ مل کر ہم پر تیر بر ساتے تھے۔

اب آپ اس واقعہ کو دیکھ لیجئے کہ ایک جلیل القدر صحابی
رسول ﷺ اس حلقة ذکر کو گمراہی کا دروازہ کھولنے کے متراوٹ

قرار دے رہے ہیں اور یہ حلقہ ذکر تقریباً وہی نقشہ پیش کرتا ہے۔
 جو آج کل دوسرے لوگ پیش کرتے ہیں۔ اگر آج حضرت
 عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لے آئیں تو وہ ان پر کیا فتویٰ
 لگائیں گے اور جس طرح یہ ہمیں ذکر کا منکر قرار دیتے ہیں۔ اسی
 طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھی ذکر کا منکر کہیں گے؟
 نعوذ باللہ ممن ذا الک۔

ب۔ - اگر یہ واقعہ اسی طرح ہے پھر مردوجہ مجلس ذکر کا کوئی جواز ہی نہیں۔
 الف۔ - ذکر تو اصل میں آہستہ ہی ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے عموماً ذکر آہستہ
 کرنے کا حکم دیا ہے۔
 ارشاد ربانی ہے۔

﴿ وَإِذْ كُرِّرَ رَبُّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً
 وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ القَوْلِ ﴾ [الاعراف: ۲۰۵]
 ”اور اپنے رب کو دل میں یاد کر، عاجزی کرتے ہوئے،
 چپکے سے، اوپھی آواز کے بغیر۔ اسی طرح ایک اور جگہ
 ارشاد ہے۔

﴿ أَدْعُوكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

الْمُعْتَدِلُونَ ﴿٥٥﴾

”اپنے رب کے ساتھ عاجزی کے ساتھ چکے چکے دعا کیا کرو بے شک وہ حد سے سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

نیز فرمایا:

﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدُهُ زَكَرِيَاٰ إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً حَفِيَّاً﴾
[مریم: ۱۳]

”اے پیغمبر ان سے حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ بیان کیجئے کہ جب انہوں نے اپنے رب کو دبی آواز میں پکارا۔“

ب - بخاری شریف کی ایک حدیث یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالَیٰ عَنْہُمْ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالَیٰ عَنْہُ کہتے ہیں کہ مجھے نماز کے ختم ہونے کا پتہ اس وقت چلتا تھا جب مسجد میں ذکر کی آواز بلند ہوتی تھی۔

(الف) - یہ حدیث بالکل صحیح ہے لیکن یہاں پھر وہی گھپلا موجود ہے کہ اپنے مطلب کی بات لے لی اور باقی چھوڑ دی۔ اسی بخاری شریف

میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خود وضاحت کرتے ہیں کہ وہ آواز جو سنتے تھے وہ ”اللہ اکبر“ کی آواز ہوتی تھی۔ یعنی جو نبی سلام پھیرتے تھے ایک دفعہ ”اللہ اکبر“ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ اور الحمد للہ آج الہمدیث اس حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ آپ کو اگر کسی الہمدیث مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہو تو آپ کو یہ صدائی دے گی۔ ذرا اور آگے چلیئے اسی بخاری شریف میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ صحابہ آمین اس زور سے کہتے تھے کہ مسجد گونج جاتی تھی۔ ذکر بالخبر کا زور اس جگہ کیوں صرف نہیں ہوتا۔ ہم تو الحمد للہ اہل حدیث ہیں ہر حدیث پر عمل کرتے ہیں بشرطیکہ صحیح ہو۔

ب - بہر حال ذکر بالخبر تو ثابت ہو گیا۔

الف - ہاں جس جگہ آنحضرت سے با آواز بلند پڑھنا ثابت ہے ہم انہی موقعوں پر بلند آواز سے ہی پڑھیں گے۔ اب آپ دیکھیں نماز ایک ذکر ہے۔ ظہر و عصر کی نمازوں میں امام آہستہ قرات کرتا ہے۔ مغرب عشاء اور فجر کی پہلی دور کعتوں میں با آواز بلند کرتا ہے۔ اس لیے کہ آنحضرت نبی ﷺ سے اسی طرح ثابت ہے۔

اب کوئی شخص ان تمام اذکار کو با آواز بلند پڑھنا شروع کر دے تو یہ ٹھیک نہیں۔ مثلاً ۳۳ مرتبہ الحمد لله، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر۔ یہ بھی ذکر ہے اور ہم کرتے ہیں۔ لیکن یہ ذکر آہستہ ہوتا ہے۔ شور مچا کرنہیں۔

در اصل ذکر کی روح آہستہ آواز سے ہے جہر کی بعض باتیں استثنائی ہیں ان کو عموم کے لیے دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ قرآن نے ذکر کو عموماً آہستہ رکھا ہے۔ ذکر کی اصل روح یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ اگر دائرے کی شکل میں، با آواز، با جماعت ذکر کا کہیں ثبوت ہوتا تو یہ نمونہ حدیثوں میں موجود ہوتا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس نمونے کو اختیار فرماتے اور ہر زمانے میں یہ کام ہوتا۔ آئمہ، محدثین، فقہاء اس سعادت سے محروم نہ ہوتے۔ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے مقرر نہ کیا ہو، ہمیں مقرر کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ شریعت اتباع رسول ﷺ کا نام ہے نہ کہ من مانے طریقوں پر ڈٹ جانے کا نام۔

ب - اچھا تو یہ لوگ پھر کیوں بازنہیں آتے؟

الف - اس لیے کہ اس مخصوص طریقے سے ان کا فرقہ برقرار رہتا ہے۔

یہ ان کے فرقے کا شعار ہے۔ اگر وہ اس کو چھوڑ دیں تو ان کے فرقہ ورانہ وجود کو خطرہ ہے۔ اسی طرح جو لوگ اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنے پڑے ہوئے ہیں ان کا مقصد اپنے فرقے کی پہچان کروانا ہے ورنہ درود وسلام تو وہ اذان کے بعد آہستہ پڑھ سکتے ہیں اور حدیث میں اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کے بارے میں حکم ہے۔ جسے وہ نہیں کرتے۔ اذان سے پہلے کرتے ہیں تاکہ ان کے فرقے کی پہچان ختم نہ ہو جائے۔

ب - یہ لوگ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟

الف - یہ لوگ بریلوی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

ب - یہ لوگ تو کہتے ہیں ہمارا کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں ہم تو اتحاد بین المسلمين کے داعی ہیں۔

الف - یہ لوگ اپنے آپ کو چھپاتے ہیں۔ لیکن اپنے عقائد کی وجہ سے چھپ نہیں سکتے۔ ان سے پوچھا یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کو ہر جگہ حاضروناظر مانتے ہیں۔ نور من نور اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ کو مشکل کشا اور حاجت رو تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ ان کے عقائد کیا ہیں؟

ب - یہ لوگ اپنے فرقے کو کیوں چھپاتے ہیں؟

(الف) - تاکہ لوگ ان کو غیر فرقہ ورانہ تصور کر کے ان کے قریب ہوں اور
ان کے عقائد اپنالیں۔

ب - باقی میں تو آپ کی بڑی واضح بیس نامعلوم یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے۔

(الف) - بس جی اللہ ہی سمجھادے۔

ب - اچھا جی آپ کی بہت مہربانی آپ نے مجھے ایک اہم مسئلہ سمجھایا
ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ السلام علیکم!

(الف) - و علیکم السلام۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ
مَا أَعْشَى وَمَا أَنْهَى
وَمَا كُوْنَتُ
وَمَا كُوْنَتُ مِنْ
وَمَا كُوْنَتُ مَعَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

ہماری تاری

ایسا فردا میں کہ
قرآن آن پر اپنے شمرے
حدیث ان کا کردار بنے
اللہ کے سامنے کھڑے ہوں تو لذت محسوس کریں
دنیا کو بھیں تو غیر اللہ کے نظاموں کو
دعوت و جہاد کے ذریعے بدل دینے
کا عزم رکھیں۔

إِنْ شَاءَ اللَّهُ